سوال

(129) شب عیدین میں خصوصی عبادت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیث مجریہ ٢٦ اگست عید الفطر ایڈیشن میں ص ٩ پر عید الفطر کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں شب عید کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس رات مسلمانوں کو نفل، تلاوت قرآن اور شب بیداری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں کئی ایک احباب نے ہم سے رابطہ کیا کہ اس رات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ اس سلسلہ میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں وہ انتہائی ضعیف بلکہ بے اصل اور موضوع ہیں۔ مجھے بیان کردہ احادیث کی حیثیت بیان کرنے کے لیے از خود نوٹس لینا پڑا تاکہ ہمارے موقر جریدہ اہل حدیث کی یکجہتی مجروح نہ ہو کیونکہ اس میں متعدد مرتبہ اس کے متعلق ہمارا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ شب عید میں خصوصی عبادت کا اہتمام کرنا احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ ذیل میں ہم بیان کردہ احادیث کی اسنادی حیثیت بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں قرآن و صحیح احادیث پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سلسلہ میں پہلی حدیث بیان کی گئی ہے جسے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دونوں عیدوں کی رات میں اخلاص کے ساتھ اور حصول ثواب کے لیے قیام کیا تو اس کا دل اُس (قیامت کے) دن زندہ رہے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔'' [1]

یہ روایت انتہا درجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید نامی راوی انتہائی مدلس ہے، محدثین کرام نے اس کی تدلیس سے اجتناب کرنے کی تلقین کی ہے، علامہ البانی مرحوم نے اس روایت کو ''ضعیف جداً'' یعنی انتہا درجہ کی ضعیف قرار دیا ہے۔ [2] بلکہ ایک مقام پر تو اسے موضوع اور خود ساختہ کہا ہے۔ [3] پھر اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس روایت میں بقیہ بن ولید نامی راوی بد ترین قسم کی تدلیس کرنے والا ہے، وہ ایسے کذاب لوگوں سے روایت کرتا ہے جو ثقہ راویوں سے بیان کرتے ہیں، پھر کذاب راویوں کو حذف کر کے براہ راست ثقہ راویوں سے بیان کرنا شروع کر دیتا ہے، بعید نہیں کہ اس نے جس شیخ کو ساقط کر دیا ہے وہ اسی قسم کے کذاب راویوں سے ہو۔ [4] پھر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: اس روایت کو علامہ اصفہانی نے عمر بن ہارون بلخی کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ روایت خود ساختہ ہے کیونکہ اسے بیان کرنے والا عمر بن ہارون بلخی کذاب راوی ہے، میں نے پہلے اپنے شبہ کا اظہار کیا تھا لیکن اب مجھے یقین ہے کہ مذکورہ روایت اس کذاب کی وجہ سے موضوع ہے، ممکن ہے کہ بقیہ بن ولید نے اسی کذاب سے اس روایت کو لیا ہو پھر اسے درمیان سے حذف کر کے براہ راست بیان کر دیا ہو۔ [5]

علامہ موصوف نے ضعیف الترغیب والترھیب میں بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [6]

واضح رہے کہ بقیہ بن ولید کی تدلیس سے محدثین نے اجتناب کرنے کی تلقین کی ہے، چنانچہ علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو مسھر کا قول بایں الفاظ بیان کیا ہے: ''بقیہ کی احادیث صاف ستھری نہیں ہوتیں، اس کی احادیث سے ایک طرف رہنا چاہیے۔[7]

اسی سلسلہ میں دوسری حدیث بایں الفاظ بیان کی گئی ہے کہ مشہور صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوان پانچ راتوں میں جاگے گا (یعنی عبادت میں مصروف رہے گا) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ 1 ذوالحجہ کی آٹھویں رات۔ 2 ذوالحجہ کی نویں رات، 3 عید الاضحیٰ کی رات 4 عید الفطر کی رات 5 شعبان کی پندرھوں رات۔[8]

یہ روایت بھی بے اصل ہے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی موضوع قرار دیا ہے۔[9]علاوہ ازیں علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب ''الترغیب والترھیب''میں منہج یہ ہے کہ جس حدیث کی ابتداء مجہول صیغہ سے کریں یعنی اسے روی سے بیان وہ روایت ضعیف یا موضوع ہوتی ہے، اس حدیث کو بھی انھوں نے صیغہ تمریض سے شروع کیا ہے۔ اس روایت کو علامہ نصر مقدسی نے بھی بیان کیا ہے، اس میں چار راتوں کا ذکر ہے، پانچویں رات یعنی پندرھویں شعبان کا ذکر نہیں ہے۔ اس روایت کی سند میں عبد الرحیم بن زید العمی نامی راوی کذاب اور متروک ہے، اس سے بیان کرنے والا سوید بن سعید بھی ضعیف ہے۔ اس سند کے متعلق علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ظلمات بعضھا فوق بعض'' اس کی سند میں کئی ایک اندھیرے ہیں۔[10]

اس سلسلہ میں تیسری روایت بھی بیان کی جاتی ہے جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات عبادت کرتا رہا، اس کا دل اس دن بھی مردہ نہیں ہو گا جس دن (قیامت کے دن) تمام دل مردہ ہو جائیں گے۔ اس روایت کو حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔[11]

انھوں نے بتایا ہے کہ اس روایت میں عمر بن ہارون بلخی نامی راوی ہے، اس کے متعلق ہم پہلے بھی وضاحت کر آئے ہیں، علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق مزید لکھا ہے: ابن معین نے اس کو کذاب کہا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے متروک قرار دیا ہے۔[12]میزان الاعتدال میں اس کے متعلق 'کذاب خبیث'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔[13]

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عید کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے اور آپ نے شب بیداری نہیں فرمائی، عیدین کی رات عبادت کرنے کے متعلق کوئی صحیح روایت مروی نہیں ہے۔[14]محدثین کرام کی مندرجہ بالا تصریحات کے پیش نظر ہمیں چاہیے کہ عیدین کی رات خصوصی عبادت سے پرہیز کریں، ہاں اگر کوئی پابندی سے تہجد گزار ہے تو حسب عادت اس رات نوافل ادا کرنے میں چنداں حرج نہیں۔ (واللہ اعلم)

---

[1]ابن ماجہ، الصیام: ۱۷۸۲۔

[2]سلسلہ الاحادیث الضعیفہ: ۵۲۱۔

[3]ضعیف ابن ماجہ: ۳۹۵، ص ۱۳۸۔

[4]سلسلہ الاحادیث الضعیفہ، ص ۱۱، ج ۲۔

[5]سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ، ص ۲۶۸، ج ۱۱۔

[6]ص ۳۳۴، ج ۱۔

[7]میزان الاعتدال، ص ۳۳۲، ج ۱۔

[8]الترغیب والترھیب: ص ۲۷۳، ج ۱۔

[9]ضعیف الترغیب والترھیب، ص ۱۷۔

[10]الترغیب والترھیب: ص ۱۵۲، ج ۱۔

[11]مجمع الزوائد: ص ۱۹۸، ج ۲۔

[12]تلخیص المستدرک، ص ۸۷، ج ۴۔

[13]ص ۲۲۸، ج ۳۔

[14]زادالمعاد، ص ۱۵۶، ج ۱۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 149

محدث فتویٰ